خطبہ نمبر

سوموار 23 نومبر 2020ء | 07 ربیع الثانی 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:277

فرمانِ رسول ﷺ

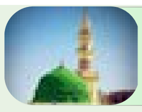

حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت کا طریق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ بدترین فعل دین میں نئی نئی بدعات کو پیدا کرنا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعہ باب تخفیف الصلوۃ حدیث نمبر:۱۴۳۵)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

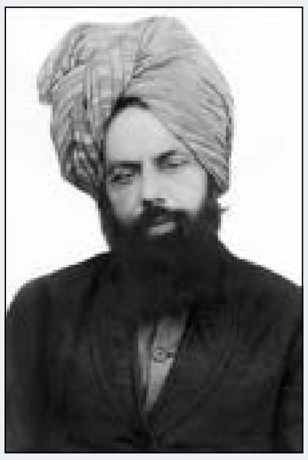

سراپا محمدؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ کے واقعاتِ پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اُس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اُٹھتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اِس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریمؐ نے کیاکیا ورنہ وہ کیا بات تھی جو آپؐ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب:57) کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمدؐ کہلایا ﷺ۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 421 ایڈیشن 1988)

قرآن شریف تدبر وتفکر وغور سے پڑھنا چاہیے

ایک صاحب نے سوال کیا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جاوے؟ حضرت اقدس (علیہ الصلوٰۃ و السلام) نے فرمایا:

قرآن شریف تدبر وتفکر وغور سے پڑھنا چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارٍیَلْعَنُہُ الْقُرْاٰنُ۔یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبّر وغور سے پڑھنا چاہیے اور اس پر عمل کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 157۔ ایڈیشن 1988ء مطبوعہ ربوہ)

ارشادِ باری تعالیٰ

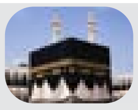

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا۔اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا(الاحزاب:57-58)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی اُس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں، اللہ نے اُن پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اُس نے اُن کے لئے رسواکُن عذاب تیار کیا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج کل مسلم دنیا میں، اسلامی ممالک میں بھی اور دنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والے مسلمانوں میں بھی اسلام دشمن عناصر کے انتہائی گھٹیا، گھناؤنے اور ظالمانہ فعل پر شدید غم وغصہ کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔ اس غم وغصہ کے اظہار میں مسلمان یقیناً حق بجانب ہیں۔مسلمان تو چاہے وہ اس بات کا صحیح ادراک رکھتا ہے یا نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی مقام کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لئے مرنے کٹنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ دشمنانِ اسلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو بیہودہ اور لغو فلم بنائی ہے اور جس ظالمانہ طور پر اس فلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہانت کا اظہار کیا گیا ہے اس پر ہر مسلمان کا غم اور غصہ ایک قدرتی بات ہے۔

وہ محسنِ انسانیت، رحمۃ للعالمین اور اللہ تعالیٰ کا محبوب جس نے اپنی راتوں کو بھی مخلوق کے غم میں جگایا، جس نے اپنی جان کو مخلوق کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے اس درد کا اظہار کیا اور اس طرح غم میں اپنے آپ کو ہلکان کیا کہ عرش کے خدا نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تو ان لوگوں کے لئے کہ کیوں یہ اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو نہیں پہچانتے، ہلاکت میں ڈال لے گا؟ اس عظیم محسنِ انسانیت کے بارے میں ایسی اہانت سے بھری ہوئی فلم پر یقیناً ایک مسلمان کا دل خون ہونا چاہئے تھا اور ہوا اور سب سے بڑھ کر ایک احمدی مسلمان کو تکلیف پہنچی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلامِ صادق کے ماننے والوں میں سے ہیں۔جس نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم مقام کا اِدراک عطا فرمایا۔ پس ہمارے دل اس فعل پر چھلنی ہیں۔ ہمارے جگر کٹ رہے ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ ان ظالموں سے بدلہ لے۔ اُنہیں وہ عبرت کا نشان بنا جو رہتی دنیا تک مثال بن جائے۔ہمیں تو زمانے کے امام نے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح ادراک عطا فرمایا ہے کہ جنگل کے سانپوں اور جانوروں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت خاتم الانبیاءؐ کی توہین کرنے والے اور اُس پر ضد کرتے چلے جانے والے سے ہم صلح نہیں کر سکتے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21/ ستمبر 2012ء)

مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 12/ اکتوبر 2012ء صفحہ 5 تا 9)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- چولہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

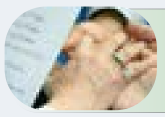

دربارِ خلافت

مادیت پسندی اور مادیت پرستی کے نقصانات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اَفَاَمِنَ الَّذِیۡنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ یَّخۡسِفَ اللّٰہُ بِہِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ یَاۡتِیَہُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَشۡعُرُوۡنَ (النحل:46)

آج مادیّت کی وجہ سے، مادیّت پسندی کی وجہ سے انسان بعض اخلاقی قدروں سے دُور، مذہب سے دُور اور خدا سے دُور جا رہا ہے اور بہت کم ایسے ہیں جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ تمام وہ نعمتیں اور وہ چیزیں جن سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے انہیں انسان کے تابع کیا ہوا ہے اور پھر اس اشرف المخلوقات کو جو دماغ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس سے وہ نت نئی ایجادیں کرکے اپنی سہولت اور حفاظت کے سامان کر رہا ہے۔ پس یہ بات ایسی ہے کہ جو انسان کو اس بات کی طرف توجہ دلانے والی بنی چاہئے کہ وہ اپنے خدا کا شکر گزار بنے، اپنے مقصد پیدائش کو سمجھے، جو کہ اس خدائے واحد کی عبادت کرنا ہے جس نے یہ سب نعمتیں مہیا کی ہیں، جس نے یہ تمام نظام پیدا کیا اور انسان کی خدمت پر لگایا ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بہت کم ایسے ہیں جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں بلکہ ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جو نہ صرف سمجھتے نہیں بلکہ اس کے خلاف چل رہے ہیں اور مادیت پسندی اور مادیت پرستی میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ نہ صرف مذہب سے تعلق نہیں رہا بلکہ مذہب کا مذاق اڑانے والے بن رہے ہیں، انبیاء کے ساتھ استہزاء کرنے والے ہیں اور ایسا طبقہ بھی ہے جو خدا کے وجود کا نہ صرف انکاری ہے بلکہ مذاق اڑانے والا ہے۔ خدا سے انکار کے بارے میں کتابیں لکھی جاتی ہیں اور سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتب میں ان کا شمار ہوتا ہے، بڑی پسندیدہ کتب میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ یورپ اور مغرب میں ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو خدا سے دُور جا رہے ہیں جو اس قسم کا بیہودہ لٹریچر پیدا کر رہے ہیں اور ایسے پیدا کردہ لٹریچر کو پسند کرنے والے ہیں اور اس بات میں یہ لوگ اس لحاظ سے مجبور ہیں ان کی بیچارگی بھی ہے کہ ان کو ان کے مذہب نے دل کی تسلی نہیں دی۔

ایک خدا کی بجائے جو سب طاقتوں کا سرچشمہ اور ہر چیز کا خالق ہے، اس کو چھوڑ کر جب یہ لوگ ادھر ادھر بھٹکتے ہیں اور کئی خداؤں کے تصور کو جگہ دیتے ہیں، دعا کے فلسفے اور دعا کے معجزہ سے ناآشنا ہیں اور زندہ خدا کے تعلق سے ناآشنا ہیں۔ تو پھر ظاہر ہے کہ یہ جو ایسے لوگ سوچتے ہیں ان سوچنے والے ذہنوں کو خدا اور مذہب کے بارے میں یہ بات بے چینی میں بڑھاتی ہے کہ تصور تو مذہب کا ہے لیکن ہمیں کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ ایک خدا کو بھول گئے ہیں اور یہی چیز ان کو مذہب سے دور لے جا رہی ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا، بعض اس میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ خدا کے تصور سے ہی انکاری ہیں اور صرف انکاری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر استہزاء آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ پھر ایک طبقہ ایسا ہے جو اسلام کے بغض اور کینے میں اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ ہر روز اسلام، بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ اور قرآن کریم پر نئے سے نئے انداز میں حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن اور آنحضرت ﷺ کی طرف وہ باتیں منسوب کرتے ہیں جن کا قرآن کی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کے عمل سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ تو بہرحال یہ لوگ اور پہلی قسم کے لوگ جو مَیں نے بتائے جو مذہب سے دور ہٹے ہوئے ہیں اور خدا کے تصور کو نہ ماننے والے ہیں یہ بھی تنقید کا نشانہ بنانے کے لئے زیادہ تر اسلام اور مسلمانوں کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان سب کو نظر آ رہا ہے کہ مذہب کا اور خدا کی ذات کا صحیح تصور پیش کرنے والی اگر کوئی تعلیم ہے تو اب صرف اور صرف اسلام کی تعلیم ہے، قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ بعض سے تو اسلام اور آنحضرت ﷺ سے بغض اور کینے کا اظہار اس قدر ہوتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں، ان پڑھی لکھی قوموں میں، مغرب میں، جو اپنے آپ کو بڑا ترقی یافتہ اور آزادی کا علمبردار اور دوسروں کے معاملے میں دخل نہ دینے کا دعویٰ کرنے والے ہیں یہاں ایسے لوگ ہیں جو تمام حدیں پھلانگ گئے ہیں اور اسلام دشمنی نے ان کو بالکل اندھا کر دیا ہے۔

گزشتہ دنوں یہاں ایک سیاسی لیڈر جن کا نام خیرت ولڈرز (Geert Wilders) تھا انہوں نے ایک بیان دیا تھا جس میں انہوں نے اپنے دل کے بغض اور کینے کا اظہار کیا ہے۔ ان کی ہرزہ سرائی آپ میں سے بہت سوں نے سنی ہو گی۔ دنیا کو بھی پتہ لگے، لکھتے ہیں کہ مَیں چاہتا ہوں کہ لوگ سچائی کو خود دیکھیں۔ ان لوگوں کی یہ بڑی دجّالی چالیں ہوتی ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اس بات کا آغاز محمد ﷺ سے شروع ہوتا ہے جس طرح اکثر مسلمان ان کی محبت بھری شخصیت کی خاکہ کشی کرتے ہیں حقیقت میں وہ ویسے نہیں تھے۔ جب تک وہ مکّہ میں رہے اور یہاں پر بھی صرف قرآن کے کچھ حصے وجود میں آئے اس وقت تک تو ان کی شخصیت میں محبت تھی لیکن جیسے جیسے ان کی عمر بڑھتی گئی اور خاص طور پر مدینے میں رہائش کے زمانے میں وہ بتدریج تشدد آمیز طبیعت کی طرف مائل ہوتے گئے (نعوذ باللہ)۔

پھر لکھتے ہیں کہ سورۃ 9 آیت 5 میں آپ دیکھتے ہیں کہ کس طرح عیسائیوں، یہودیوں اور بقیہ صفحہ 9 پر

چولہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ

یہی پاک چولا ہے سکھوں کا تاج
یہی کابلی مل کے گھر میں ہے آج
اسی کا تو تھا معجزانہ اثر
کہ نانک بچا جس سے وقت خطر
بچا آگ سے اور بچا آب سے
اسی کے اثر سے نہ اسباب سے
ذرہ دیکھو انگد کی تحریر کو
کہ لکھتا ہے اس ساری تقریر کو
یہ چولا ہے قدرت کا جلوہ نما
کلام خدا اس پہ ہے جابجا
جو شائق ہے نانک کے درشن کا آج
وہ دیکھے اسے چھوڑ کر کام و کاج
برس گذرے ہیں چار سو کے قریب
یہ ہے نو بنواک کرامت عجیب
یہ نانک سے کیوں رہ گیا اک نشاں
بھلا اس میں حکمت تھی کیا درنہاں
یہی تھی کہ اسلام کا ہو گواہ
بتادے وہ پچھلوں کو نانک کی راہ
خدا سے یہ تھا فضل اس مرد پر
ہوا اس کی دردوں کا اک چارہ گر
یہ مخفی امانت ہے کرتار کی
یہ تھی اک کلید اس کے اسرار کی
محبت میں صادق وہی ہوتے ہیں
کہ اس چولہ کو دیکھ کر روتے ہیں
سنو مجھ سے اے لوگو! نانک کا حال
سنو قصّۂ قدرتِ ذوالجلال
وہ تھا آریہ قوم سے نیک ذات
خردمند خوش خو مبارک صفات
ابھی عمر سے تھوڑے گزرے تھے سال
کہ دل میں پڑا اس کے دیں کا خیال
اسی جستجو میں وہ رہتا مدام
کہ کس راہ سے سچ کو پاوے تمام
اُسے وید کی راہ نہ آئی پسند
کہ دیکھا بہت اس کی باتوں میں گند
جو دیکھا کہ یہ ہیں سڑے اور گلے
لگا ہونے دل اس کا اوپر تلے
کہا کیسے ہو یہ خدا کا کلام
ضلالت کی تعلیم ناپاک کام
ہوا پھر تو یہ دیکھ کر سخت غم
مگر دل میں رکھتا وہ رنج و الم

(روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ 161تا163)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20/ نومبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

حضرت عوف بن حارث بن رفاعہ انصاریؓ ان چھ افراد میں شامل تھے جنہوں نے سب سے پہلے مکّہ آ کر بیعت کی۔

ایک دفعہ حضرت ابوایوبؓ نے رسول کریم ﷺ کی ریشِ مبارک سے کوئی تنکا وغیرہ الگ کیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں دعا دی کہ اللہ ابوایوب سے وہ چیز دُور کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے

چار مرحومین مکرم عبدالحئی منڈل صاحب معلم سلسلہ بھارت، مکرم سراج الاسلام صاحب معلم سلسلہ ضلع مرشد آباد بنگال،

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نواسے مکرم شاہد احمد خان پاشا صاحب اور مکرم سیّد مسعود احمد شاہ صاحب آف شیفیلڈ، یوکے کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابہ حضرت عوف بن حارث بن رفاعہ انصاری اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہما کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20/ نومبر 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم رانا عطاء الرحیم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج جن صحابی کا پہلے ذکر ہو گا ان کا نام ہے حضرت عوف بن حارث بن رفاعہ انصاریؓ۔ آپؓ کا تعلق انصار کے قبیلہ بنونجار سے تھا۔ حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ حضرت عوفؓ کے بھائی تھے۔ آپؓ ان چھ افراد میں شامل تھے جنہوں نے سب سے پہلے مکّہ آ کر بیعت کی۔ اسی طرح آپؓ بیعتِ عقبہ میں بھی شامل تھے۔ غزوۂ بدر کے روز رسول خدا ﷺ نے حضرت عوفؓ کے استفسار پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندے سے سب سے زیادہ اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ اس کا ہاتھ جنگ میں مصروف ہو اور زرہ کے بغیر بے خوف لڑ رہا ہو۔ یہ سن کر حضرت عوفؓ نے اپنی زرہ اتار دی اور جاں فشانی سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ کتب احادیث و سیَر میں ابوجہل پر حملہ کرنے والے صحابہ میں آپؓ کا نام بھی ملتا ہے۔

حضورِ انور نے اس کے بعد اگلے بدری صحابی حضرت ابوایوب انصاریؓ کا ذکر فرمایا۔ آپ کا نام خالد اور تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ بنونجار سے تھا۔ آپؓ کو بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شمولیت کی توفیق ملی تھی۔ رسول خدا ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی مؤاخات حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ساتھ قائم فرمائی تھی۔ ہجرتِ مدینہ کے فوری بعد آنحضرت ﷺ آپؓ کے گھر قیام فرما رہے۔

حضورِ انور نے حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے حوالے سے ان واقعات کی تفصیل بیان فرمائی۔ آنحضرت ﷺ کی میزبانی کا فخر حاصل کرنے کے لیے بنونجار کے قبیلے کا ہر شخص متمنی تھا چنانچہ وہ لوگ آگے بڑھ بڑھ کر آپؐ کی اونٹنی کی باگوں پر ہاتھ ڈال دیتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اس وقت مامور ہے۔ اونٹنی چلتے چلتے دو بچوں کی افتادہ زمین پر بیٹھ گئی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی منشا میں یہی ہماری مقام گاہ ہے اور چونکہ ہم کسی کا مال مفت نہیں لے سکتے چنانچہ اس زمین کی قیمت مقرر کی گئی اور بعد ادائیگی اس جگہ پر مسجد اور مکانات بنانے کا فیصلہ ہوا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے قریب ترین مسلمان کے گھر کے متعلق دریافت فرمایا تو حضرت ابوایوب انصاریؓ لپک کر آگے بڑھے۔ رسولِ خدا ﷺ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر کی نچلی منزل پر فروکش ہوئے۔ رات میں اتفاقاً پانی کا کوئی برتن ٹوٹ گیا تو اس خیال سے کہ کہیں پانی کا کوئی قطرہ نچلی منزل پر نہ گِر جائے حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اپنا لحاف پانی پر گرا کر اسے خشک کر دیا۔ اگلی صبح آپؓ نے بکمال اصرار رسولِ خدا ﷺ کو اوپر کی منزل پر قیام پذیر ہونے کے لیے رضامند کر لیا۔ آنحضور ﷺ اس مکان میں سات ماہ قیام فرما رہے۔ حضرت ابوایوبؓ کھانا تیار کر کے بھجواتے پھر جو بچا ہوا کھانا آتا سارا گھرانہ وہ کھاتا۔

آپؓ کھانا کھاتے ہوئے شوقِ محبت میں اسی جگہ سے کھانا کھاتے جہاں حضورِ اکرم ﷺ نے انگلیاں ڈالی ہوتیں۔ ایک دفعہ حضرت ابوایوبؓ نے کھانا تیار کیا جس میں لہسن شامل تھا۔ جب وہ کھانا واپس آیا تو عِلم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے آج کھانا تناول نہیں فرمایا۔ ابوایوبؓ نے دریافت کیا کہ کیا لہسن حرام ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں! لیکن مَیں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ ایک دوسری روایت میں ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس فرشتے آتے تھے اس وجہ سے آپؐ بُو والی چیز پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت صفیہؓ کے رخصتانے کی شب آپؓ اس ڈر سے کہ حضرت صفیہؓ ابھی نئی نئی کفر سے نکل کر اسلام میں آئی ہیں، کہیں ان سے رسول کریم ﷺ کو کوئی خطرہ نہ ہو؛ ساری رات رسول اللہ ﷺ کے خیمے کے باہر، حفاظت کی غرض سے پہرہ دیتے رہے۔ آنحضور ﷺ نے آپؓ کو دعا دی کہ اے اللہ! ابو ایوب کی حفاظت فرما جس طرح اس نے پوری رات میری حفاظت کرتے ہوئے گزاری۔

حضورِ انور نے حضرت محمود بن ربیع سے مروی ایک طویل روایت بیان فرمائی جس میں ذکر تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے ہر اس شخص پر آگ حرام کر دی ہے جو سچی نیت سے خدا کی رضا کی خاطر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کرتا ہے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اس روایت کے متعلق فرمایا ہے کہ بخدا مَیں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایسا کہا ہو۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ روایت کے اصول کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے لیکن حضرت ابوایوب انصاریؓ نے درایت یعنی اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق اس روایت کو قبول نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام یونہی ہر روایت کو قبول نہ کر لیا کرتے تھے بلکہ روایت اور درایت ہر دو کے اصول کے ماتحت پوری تحقیق کر لینے کے بعد قبول کرتے تھے۔

حضرت سیّد ولی اللہ شاہ صاحب اس روایت میں مذکور ان الفاظ کو بنیاد بناتے ہوئے کہ ’’جو دل سے چاہتے ہوئے خدا کی رضا کی خاطر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا ہے‘‘ فرماتے ہیں کہ یہ جملہ خود بتا رہا ہے کہ یہ اقرارِ توحید کس قسم کا ہے۔

ایک دفعہ حضرت ابوایوبؓ نے رسول کریم ﷺ کی ریشِ مبارک سے کوئی تنکا وغیرہ الگ کیا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں دعا دی کہ اللہ ابوایوب سے وہ چیز دُور کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ آپؓ جنگِ جمل، جنگِ صفین اور جنگِ نہروان میں حضرت علیؓ کے لشکر کے اگلے حصّے میں شامل تھے۔ جب حضرت علیؓ نے کوفے کو دارالخلافہ بنایا اور وہاں منتقل ہوئے تو حضرت ابوایوب انصاریؓ کو مدینے کا گورنر بنا دیا اور آپؓ چالیس ہجری تک مدینے کے گورنر رہے۔ جب امیر معاویہ کی شامی فوج مدینے پر حملہ آور ہوئی تو آپؓ مدینہ چھوڑ کر حضرت علیؓ کے پاس کوفہ چلے گئے۔ عہدِ امیر معاویہ میں حضرت ابوایوبؓ بصرہ چلے گئے جہاں حضرت ابن عباسؓ نے آپؓ کے لیے اپنا گھر خالی کیا اور فرمایا کہ مَیں آپؓ کے ساتھ ضرور ویسا ہی سُلوک کروں گا جیسا آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ حضرت ابنِ عباس نے نہایت عمدہ مہمان نوازی کے علاوہ آپؓ کو چالیس ہزار درہم اور بیس غلام بھی دیے۔

امیر معاویہ کے عہدِ حکومت میں حضرت ابوایوبؓ نے صرف ایک حدیث کی روایت کے لیے بڑھاپے میں مصر کے سفر کی زحمت گوارا کی۔ ایک جنگ میں اموالِ غنیمت کی تقسیم کے موقعے پر حضرت ابوایوبؓ نے کسی عورت کو روتے ہوئے دیکھ کر وجہ جاننی چاہی۔ معلوم ہوا کہ اسے اور اس کے بیٹے کو جدا کر دیا گیا ہے۔ آپؓ نے اس عورت کے بچے کا ہاتھ پکڑ کر اس عورت کے حوالے کیا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے ماں اور اس کے بیٹے کے درمیان جدائی ڈالی تو اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے پیاروں کے درمیان قیامت کے دن جدائی ڈال دے گا۔

حضورِ انور نے عہدِ حاضر میں امریکہ وغیرہ ممالک میں پناہ گزینوں سے روا رکھے جانے والے سلوک کا حوالہ دے کر فرمایا کہ یہ اسلام پر اعتراض کرنے والے دیکھیں کہ خود کیا کر رہے ہیں۔ اسلام تو اس حد تک خیال رکھتا ہے، تلقین کرتا ہے کہ ماؤں کو بچوں سے جدا نہ کرو۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کا فضل و کمال اس قدر مسلّم تھا کہ خود صحابہ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ اسی طرح جلیل القدر تابعین کی ایک وسیع جماعت بھی آپؓ کے ارادت مندوں میں داخل تھی۔ حضرت ابوایوبؓ رسول کریم ﷺ کے بعد اپنی وفات تک جہاد سے چمٹے رہے یہاں تک کہ آپؓ کی وفات باون ہجری میں قسطنطنیہ میں ہوئی۔ یزید بن معاویہ نے ان کا نمازِ جنازہ پڑھایا۔ آپؓ کا مزار ترکی کے شہر استنبول میں ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اب بدری صحابہ کا ذکر تو ختم ہو گیا لیکن چاروں خلفاء کا تفصیلی ذکر ان شاءاللہ بیان کروں گا۔ اسی طرح شروع میں بعض صحابہ کا مختصر ذکر ہوا تھا اگر ان کے متعلق کچھ اَور مواد میسر آیا تو وہ بھی بیان کروں گا۔

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چار مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

پہلا ذکر مکرم عبدالحئی منڈل صاحب معلم سلسلہ بھارت کا تھا۔ آپ 25/ ستمبر کو 53 برس کی عمر میں حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

دوسرا ذکرِ خیر مکرم سراج الاسلام صاحب معلم سلسلہ ضلع مرشد آباد بنگال کا تھا۔ آپ 14/ اکتوبر کو 60 برس کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

تیسرا ذکرِ خیر مکرم شاہد احمد خان پاشا صاحب کا تھا جو 26/ اکتوبر کو 85 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے نواسے، حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے پوتے؛ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب عبداللہ خان صاحب کے بیٹے تھے۔ مرحوم کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی شادی مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس شادی سے آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ دوسری شادی مکرمہ ثمینہ سعید صاحبہ سے ہوئی۔ اس شادی سے ایک بیٹا ہے۔

آخری ذکرِ خیر مکرم سیّد مسعود احمد شاہ صاحب آف شیفیلڈ، یوکے کا تھا۔ آپ 8/ ستمبر کو حرکتِ قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی شامل ہیں۔

حضورِ انور نے جملہ مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30/ اکتوبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

لوگوں میں سے میرے نزدیک وہ ہیں جو متقی ہیں چاہے وہ کوئی ہوں اور کہیں بھی ہوں (الحدیث)

میلاد النبیؐ منانے کی اصل چیز تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور آپؐ کی نصائح پر عمل کیا جائے

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ قاری قرآن، محبوب رسولؐ، صاحب علم و دین، حضرت معاذ بن جبل اور اُحُد کے پہلے شہید حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۵﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

گذشتہ خطبے میں حضرت معاذ بن جبلؓ کا ذکر چل رہا تھا جو آج بھی جاری ہے۔ حضرت معاذؓ بہت فیاض تھے اور خوب خرچ کرنے والے تھے جس کی وجہ سے اکثر انہیں قرض بھی لینا پڑتا تھا۔ جب قرض خواہوں نے زیادہ تنگ کیا تو کچھ دن گھر میں چھپ کر بیٹھے رہے تو وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت معاذؓ سے قرض دلوانے کی گزارش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو آدمی بھیج کر بلوایا۔ جب حضرت معاذؓ کی جائیداد سے قرض زیادہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنا حصہ نہ لے گا خدا اس پر رحم کرے گا۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے اپنا قرض معاف کر دیا لیکن پھر بھی کچھ لوگ قرض کا مطالبہ کرتے رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری جائیداد کو ان لوگوں میں تقسیم کر دیا لیکن ابھی بھی قرض مکمل ادا نہ ہوا بلکہ یہ ہوا کہ ہر ایک کو قرض کا کچھ حصہ مل گیا۔ قرض خواہوں نے مزید کا تقاضا کیا کہ بقایا بھی ہمیں دیا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو۔ ابھی اس سے زیادہ نہیں مل سکتا۔ اسی مال کو لے جاؤ۔ جب حضرت معاذؓ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا نقصان پورا کرے اور تمہارا قرض ادا کر دے۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 3 صفحہ 502 معاذ بن جبلؓ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۸ معاذ بن جبل دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۴۴۰، ۴۴۱ معاذ بن جبل ومن سبد الاثائر بنی سَلَمَۃ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

اس موقعے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یہ بھی فرمایا کہ اے معاذ! تم پر قرض بہت ہے۔ اگر کوئی ہدیہ لائے تو اسے قبول کر لینا۔ مَیں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ (بحوالہ سیر الصحابہ جلد 5 صفحہ 146 دار الاشاعت لاہور) آپؐ نے فرمایا: تحفے قبول کرنے کی تمہیں اجازت ہے۔ یعنی تحفہ قبول کرنا تو ویسے کوئی حرج نہیں۔ یہی کہا جاتا ہے کہ محبت بڑھتی ہے۔ ایک دوسرے کو تحفے دینے چاہئیں لیکن یہ کیونکہ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ بنا کے بھیجے گئے تھے اس لیے آپؐ نے خاص طور پر فرمایا کہ اس نمائندگی کی وجہ سے اگر تمہیں لوگ تحفہ دیں تو تمہیں اختیار ہے کہ وہ تحفہ تم اپنے پر خرچ کر سکتے ہو کیونکہ وہ عموماً بیت المال کے لیے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیا جاتا تھا۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نصیحت کرنے کے لیے ان کے ساتھ باہر تشریف لے گئے۔ حضرت معاذؓ سواری پر بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات مکمل کر چکے تو فرمایا اے معاذ! ممکن ہے کہ آئندہ سال تمہاری مجھ سے ملاقات نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو۔ حضرت معاذؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کی وجہ سے یہ سن کے زار و قطار رونے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ تبدیل کیا اور مدینے کی طرف منہ مبارک کر کے فرمایا: لوگوں میں سے میرے نزدیک وہ ہیں جو متقی ہیں چاہے وہ کوئی ہوں اور کہیں بھی ہوں۔

(ماخوذ از مسند احمد بن حنبل مسند معاذ بن جبل جلد ۷ صفحہ ۳۵۹ حدیث ۲۲۴۰۲ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو اس موقعے پر فرمایا تم عنقریب ایسے لوگوں کے پاس جاؤ گے جو اہل کتاب ہیں۔ جب تم ان کے پاس پہنچو تو انہیں اس بات کی دعوت دو کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو پھر انہیں یہ بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں مقرر کی ہیں اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر انہیں یہ بتاؤ کہ اللہ نے ان پر صدقہ مقرر کیا ہے جو ان کے دولتمندوں سے لیا جائے اور ان کے محتاجوں کو لوٹا دیا جائے۔ پھر اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو خبردار ان کے عمدہ عمدہ مال صدقے میں نہ لینا بلکہ درمیانے درجے کا لینا اور مظلوم کی پکار سے بچنا اس لیے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں ہوتی۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰ و معاذ الی یمن……حدیث ۴۳۴۷)

مظلوم کی آہ سے بچنے کی خاص طور پر نصیحت فرمائی کیونکہ اس کی آہ اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں ہوتی۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا۔ آپؓ ان لوگوں کو قرآن اور دین سکھاتے تھے۔ ان کے درمیان فیصلے کرتے تھے۔ یمن کے عاملین جو زکوٰۃ اکٹھی کرتے تھے وہ حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس بھجواتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا انتظام پانچ صحابہ حضرت خالد بن سعیدؓ، حضرت مہاجر بن اُمَیَّہؓ، حضرت زیادؓ بن لبیدؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ میں تقسیم فرمایا ہوا تھا۔

(الاستیعاب جلد ۳ صفحہ ۴۶۰ 'معاذ بن جبل'۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۰ء)

یعنی انتظامات ان پانچ کے سپرد تھے۔ یہ ایک روایت ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے یمن کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا کہ ہر تیس گائے میں زکوٰۃ کے طور پر ایک سالہ گائے لینا اور ہر چالیس گائے پر دو سالہ یعنی زکوٰۃ کی شرح بیان فرما رہے ہیں، نصاب بیان فرما رہے ہیں اور ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کی قیمت کے برابر مَعَافِر یعنی ایک یمنی کپڑا ہوتا ہے وہ وصول کرنا۔ مَعَافِر ایک قبیلے کا نام تھا جو یہ کپڑا بناتے تھے۔ انہی کے نام پہ اس کا نام بھی ہو گیا۔ یہ مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۳۴۸ مسند معاذ بن جبل حدیث ۲۲۳۶۳، عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

(لغات الحدیث جلد 3 صفحہ 142 پیر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

علامہ ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاؤں میں لنگڑاہٹ تھی۔ جب وہ یمن گئے تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنا پاؤں پھیلا دیا یعنی ٹانگ آگے کر لی یا دائیں طرف پھیلا دی ہو گی جس طرح بھی ان کی صورت تھی تو جو بھی پاؤں خراب تھا لوگوں نے بھی اسی طرح اس طرف اپنے پاؤں پھیلا دیے۔ حضرت معاذؓ نے جب نماز پڑھا لی تو کہا تم لوگوں نے اچھا کیا کہ جس طرح مَیں کر رہا تھا تم نے کیا لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا کیونکہ مجھے تکلیف ہے اس لیے میں نے نماز میں اپنا پاؤں پھیلایا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۴۳۹ معاذ بن جبل۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

مطلب یہ تھا کہ مجھے دیکھ کے تم نے اطاعت کا جو نمونہ دکھایا وہ ہر لحاظ سے ہی قابل تعریف ہے۔

اطاعت اسی طرح ہونی چاہیئے کہ امام کے پیچھے مکمل طور پر اس کی پیروی کی جائے لیکن میری یہ مجبوری ہے۔ یہ سنت نہیں ہے اور جس کو مجبوری نہیں وہ صحیح طرح نماز پڑھے۔ اسی طرح جس طرح حکم ہے، جس طرح سنت ہے، جس طرح ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعامل رہا ہے۔حضرت معاذؓ نے یمن میں بیت المال کے پیسوں سے تجارت کی اور اس سے جو منافع ہوا اس سے اپنا قرض ادا کیا۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے مال سے تجارت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہدیہ بھی قبول کرتے رہے اور یہاں تک کہ آپ کے پاس تیس رأس بھیڑ بکریاں ہوگئیں۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 3 صفحہ 505 حضرت معاذ بن جبلؓ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(الاستیعاب جلد ۳ صفحہ ۱۴۰۴ معاذ بن جبل مطبوعہ دارالجیل بیروت ۱۹۹۲ء)

یہ اجازت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دی تھی یقیناً قرض کی ادائیگی کے لیے تھی اور تجارت اس حد تک تھی کہ جو منافع ہوتا تھا اس مال میں سے کچھ قرض اتارتے جاتے تھے یا منافع اگر نہیں بھی لیتے تھے تو یہ بھی ممکن ہے کہ تجارت پر جو منافع تھا اس میں اپنے کام کی اجرت کے طور پر لیتے ہوں کہ یہ میں نے اس طرح خرچ کیا۔ جو میرا مشورہ تھا اور جو محنت تھی اس کی یہ اجرت ہے اور اس کی اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی اس لیے پھر انہوں نے یہ لے لی تا کہ قرض ادا ہو اور یہی بات قابل قبول لگتی ہے کہ منافع کی شرح میں سے اجرت لیتے ہوں یا کچھ حد تک منافع لیتے ہوں لیکن بہرحال جو بھی تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت معاذؓ حج کرنے آئے تو وہ حضرت عمرؓ سے ملے جنہیں حضرت ابوبکرؓ نے حج پر عامل بنایا تھا۔حضرت عمرؓ اور حضرت معاذؓ کی یَوْمُ التَّرْوِیَۃ کو ملاقات ہوئی۔ دونوں نے آپس میں معانقہ کیا اور ایک دوسرے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کی۔ پھر دونوں زمین پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۴۴۱ معاذ بن جبل ومن سائر بنی سَلَمَۃ۔دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

الاستیعاب میں لکھا ہے، یہ بھی تاریخ کی ایک کتاب ہے ، کہ حضرت معاذؓ بہت سخی تھے اور اسی سخاوت اور فیاضی کی وجہ سے یہ نوبت آ گئی کہ ان کا سارا مال قرضے کی زد میں آ گیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرض خواہوں سے کہیں کہ وہ ان کا قرض معاف کر دیں۔ پہلے بھی یہ بیان ہوا ہے۔ یہ مختلف حوالے سے دوسری یا وہی بات بیان ہو رہی ہے۔ آپؐ نے ان کے قرض خواہوں سے کہا لیکن انہوں نے قرض معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر آگے اس نے یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی کسی کی خاطر کسی کا قرض معاف کرتا تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر حضرت معاذ بن جبلؓ کا قرض معاف کر دیتے۔سب سے بڑا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تھا آپ کی خاطر ہی کوئی اپنے قرض کو معاف کرسکتا تھا یا مالی قربانی دے سکتا تھا۔لیکن اس میں سے بھی بہت سارا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، بعض لوگوں نے معاف نہیں کیا اور یہی عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم تو قرض واپس لیں گے۔ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر قرض کی ادائیگی کے لیے حضرت معاذ بن جبلؓ کی جائیداد وغیرہ سب بیچ دی اور حضرت معاذ بن جبلؓ خالی ہاتھ رہ گئے۔ پھر جس سال مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کے ایک حصے کا امیر بنا کر بھیجا۔ یہاں بات مزید واضح ہو جاتی ہے کہ امیر بنا کے بھیجا تھا۔ اس لیے ہدیہ وغیرہ جو بطور امیر اُن کو ملتا تھا وہ یہی خیال کیا جاتا ہے کہ بیت المال کا ہو گا۔ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اللہ کے مال میں، بیت المال کے مال میں تجارت کی۔ وہ وہاں رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور وہ خوشحال ہو گئے۔ اس عرصے میں تجارت میں ان کو فائدہ ہوتا رہا اور وہ جتنا بھی حصہ لیتے تھے ، لیتے رہے تو خوشحالی ہوگئی۔ پھر جب وہ واپس آئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اس شخص کو یعنی حضرت معاذؓ کو بلوائیں اور اس کے پاس اس کی ضرورت کا سامان چھوڑ کر اس سے وصول کر لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کی ادائیگی کی اجازت دی تھی۔ اب قرض کی ادائیگی ہوگئی اور جو ضرورت کے لیے ایک انسان کو چیزیں چاہئیں وہ بھی ان کے پاس رہنی چاہئیں لیکن یہ جو خوشحالی ہوئی ہے یہ حضرت عمرؓ کے خیال میں نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اس لیے یہ مال چھوڑ کے باقی جو، ہے وصول کر لیں۔ اب حضرت ابوبکرؓ کے پاس یہ معاملہ آیا۔حضرت ابوبکرؓ کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا ان کو یہ برداشت نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کی اجازت دی ہو اور میں اس میں اس کے خلاف کوئی فیصلہ کروں تو بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا اور میں اس سے کچھ نہیں لوں گا اور یہ کہہ کے بھیجا تھا کہ تم تجارت کر سکتے ہو اور کچھ حصہ لے سکتے ہو یہاں تک کہ وہ خود مجھے دے دیں۔ مَیں نے تو نہیں مانگنا ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پہ گئے تھے اور یہ اجازت سے جو بھی ہدیہ اور باقی چیزیں لیتے تھے تو سوائے اس کے کہ مجھے خود دے دیں مَیں نے نہیں کہنا۔حضرت عمرؓ پھر حضرت معاذؓ کے پاس گئے۔حضرت عمرؓ بھی بعض اصولوں کے بڑے پکے تھے۔ وہ حضرت معاذؓ کے پاس گئے اور حضرت معاذؓ سے ذکر کیا۔حضرت معاذؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی طرف اس لیے بھیجا تھا تا کہ میری ضرورت پوری ہو اور میں تو کچھ بھی نہیں دوں گا۔ اور یہ روایات سے بھی اور ان کی زندگی کے سارے عرصہ اور سیرت سے بھی ثابت ہے کہ اگر تو ان کے پاس خوشحالی بھی تھی تو چند دن کے لیے ہوتی ہو گی کیونکہ اکثر وہ لوگوں میں بانٹ دیا کرتے تھے۔بعض ایسی روایات آگے آئیں گی جن سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح وہ بانٹا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد حضرت معاذؓ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور کہا کہ مَیں آپ کی بات مانتا ہوں۔ پہلے تو حضرت عمرؓ کو کہہ دیا مَیں کچھ نہیں دوں گا اور پھر کچھ عرصے کے بعد یا کچھ وقفے کے حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور کہا اچھا میں آپ کی بات مانتا ہوں اور میں وہی کروں گا جس کا آپ نے کہا ہے کیونکہ میں نے خواب دیکھی ہے، (کچھ عرصہ کے بعد ہی گئے ہوں گے کیونکہ یہاں خواب کا ذکر ہے۔) کہتے ہیں میں نے خواب دیکھی ہے کہ پانی میں ڈوب رہا ہوں اور آپؓ نے یعنی حضرت عمرؓ نے مجھے بچایا ہے۔ اس کے بعد حضرت معاذؓ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں آئے اور ساری بات ان سے بیان کی اور قسم کھا کر کہا کہ مَیں آپؓ سے کسی چیز کو بھی نہیں چھپاؤں گا جو میں نے لیا، جس طرح لیا، سب کچھ میرے سامنے ہے۔حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں آپ سے کچھ بھی نہیں لوں گا۔ ٹھیک ہے آپ نے اپنا سارا کچھ حساب کتاب مجھے بتا دیا لیکن میں کچھ نہیں لوں گا۔ میں نے تمہیں وہ سب ہدیہ دیا۔تحفہ کے طور پر تمہیں دے دیا ہے۔حضرت عمرؓ نے کہا یہ بہترین حل ہے۔

(ماخوذ از الاستیعاب جلد ۳ صفحہ ۴۶۱ باب حرف المیم معاذ بن جبل۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۰ء)

حضرت عمرؓ بھی ساتھ تھے۔ جب یہ بات ان کو پتہ لگی کہ جو کچھ ہے وہ خود حضرت معاذؓ کو دے رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اب کیونکہ خلیفۂ وقت نے فیصلہ کر دیا ہے تو کامل اطاعت کے ساتھ اس کو قبول کرلیا۔ ان کو اس سے غرض نہیں تھی کہ کیوں لیا جا رہا ہے۔ ان کو یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اب یہ خلیفۂ وقت کا فیصلہ ہونا چاہیئے کہ یہ خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے یا اپنے پاس مال رکھ سکتے ہیں یا نہیں رکھ سکتے۔ پہلے حضرت عمرؓ زور دیتے رہے کہ لینا چاہیئے لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے فیصلہ کر دیا کہ میں نہیں لوں گا اور میں تحفہ کے طور پر دے رہا ہوں تو پھر حضرت عمرؓ کے پاس کوئی عذر نہیں تھا۔ خاموشی سے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ یہ فیصلہ اس سارے معاملے کا بہترین حل ہے۔ یہاں مزید وضاحت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس وقت تک انہیں اس طرف متوجہ نہیں کیا جب تک حضرت معاذؓ کی ضرورت پوری نہیں ہوگئی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی ہوگئی اور ان کی ضرورت بھی پوری ہوگئی، کشائش بھی پیدا ہوگئی، قرضے بھی اتر گئے تو خواب کے ذریعے خود ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت معاذؓ کو اس طرف توجہ دلا دی کہ اب نہیں۔ اب اپنی جائیداد پہ ہی گزارا کرو۔ اب نہ وہ ہدیہ بحیثیت امیر کے تم لے سکتے ہو نہ بیت المال میں سے خرچ کر سکتے ہو اور اس کے بعد وہ زیادہ عرصہ وہاں رہے بھی نہیں۔ بہرحال یہ اس کی مختصر وضاحت ہے۔

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا: جب تمہیں کوئی معاملہ درپیش ہو گا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ کی کتاب میں اس کا حکم نہ ملا تو؟ انہوں نے عرض کیا: پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ کے رسول کی سنت میں بھی اس کا حکم نہ ملا تو؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں پھر اجتہاد سے اپنی رائے قائم کروں گا اور میں اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ معاذ نے بیان کیا کہ یہ باتیں سن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر میرے سینے پر ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا کہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو ایسی بات کی توفیق دی جو اللہ کے رسول کی خوشنودی کا باعث ہوئی۔

(مسند احمد بن حنبل مسند معاذ بن جبل جلد ۷ صفحہ ۳۴۷ حدیث ۲۲۳۵۷ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن بھیجا تو آپؐ نے فرمایا:

نازونعم والی زندگی اختیار کرنے سے بچو کیونکہ اللہ کے بندے نازونعم والی زندگی اختیار نہیں کرتے۔
(مسند احمد بن حنبل مسند معاذ بن جبل جلد ۷ صفحہ ۳۷۵ حدیث ۲۲۴۵۶ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

اس سے اس بات کی بھی مزید وضاحت ہوگئی کہ جو ہدیے اور تجارت کا مال تھا وہ قرضوں کی ادائیگی کے لیے تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ تھا کہ ان کا ہاتھ کھلا ہے۔ غریبوں کی مدد کرنے والے ہیں اسی پر خرچ کریں گے لیکن پھر بھی یہ نصیحت کر دی کہ یہ سب کچھ اجازتیں میں تمہیں دے رہا ہوں اس لیے نہیں کہ نازونعم کی زندگی گزارو بلکہ اس لیے کہ تمہاری ضروریات پوری ہوں۔ اس سے بچنے کی تاکید فرمائی۔

حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ یمن کی طرف روانہ ہونے کے لیے جب میں نے رکاب میں اپنا پاؤں رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آخری نصیحت یہ فرمائی کہ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔ لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۴۳۹ "معاذ بن جبل" ومن سائر بنی سَلِمَۃ۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

آج کل کے مسلمانوں کا حال دیکھیں کہ کیا وہ اسی طرح پیش آتے ہیں اور منا رہے ہیں سیرت النبیؐ کی میلاد النبیؐ۔ میلاد النبیؐ منانے کی اصل چیز تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور آپؐ کی نصائح پر عمل کیا جائے۔

جب حضرت معاذؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن پر حاکم بنا کر بھیجا تو ان کے رتبہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ اِنِّیْ بَعَثْتُ لَکُمْ خَیْرَ اَھْلِیْ کہ مَیں اپنے لوگوں میں سے بہترین کو تمہارے لیے بھیجتا ہوں۔
(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 3 صفحہ 502 حضرت معاذ بن جبلؓ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

ابن اَبُوْنَجِیْح روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو اہل یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا اور اہل یمن کو تحریر فرمایا کہ یقیناً میں نے تم پر اپنے لوگوں میں سے بہترین صاحبِ علم اور صاحبِ دین شخص کو حاکم بنایا ہے۔
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۴۳۸-۴۳۹ معاذ بن جبل ومن سائر بنی سَلِمَۃ۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

ایک حدیث میں آتا ہے، یہ روایت مسند احمد بن حنبل کی ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا: پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا خواہ تم قتل کر دیے جاؤ یا جلا دیے جاؤ۔ دوسری بات یہ کہ والدین کی نافرمانی نہ کرو خواہ وہ تمہیں گھر بار اور مال سے بے دخل کر دیں۔ والدین کی نافرمانی نہیں کرنی، چاہے کچھ بھی ہوجائے، کچھ بھی ان سے نہ ملے۔ پھر تیسری بات یہ فرمائی کہ فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑو کیونکہ جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑنے والا اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اور حفاظت سے باہر نکل جاتا ہے۔ پھر فرمایا: شراب نہ پیو کیونکہ شراب ہر بے حیائی کی جڑ ہے۔ پھر فرمایا: گناہ اور نافرمانی سے بچو کیونکہ گناہ کی وجہ سے خدا کی ناراضگی نازل ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: دشمن سے مڈھ بھیڑ کے وقت فرار اختیار نہ کرو۔ اگر دشمن سے آمنا سامنا ہوجائے تو پھر ڈر کے دوڑ نہیں جانا خواہ لوگ ہلاک ہوجائیں۔ پھر فرمایا: اگر لوگ طاعون جیسی وبا کا شکار ہوجائیں اور تم ان کے درمیان ہو تو اپنی جگہ پر ہی رہو۔ طاعون کی بیماری اگر پھیلتی ہے، کوئی بھی ایسی وبا پھیلتی ہے جو وسیع طور پر پھیلنے والی ہے تو پھر اگر تم بیماری کے علاقے میں ہو تو جہاں ہو وہیں رہو۔ پھر فرمایا کہ اپنے اہل وعیال پر اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرو۔ جتنی طاقت ہے اتنا ان پہ خرچ کرو، ان کے حق ادا کرو اور ان کی تادیب وتربیت میں کوتاہی نہ کرو۔ پھر ان کی تربیت صحیح طرح کرو اور کہیں تھوڑی بہت سختی بھی کرنی پڑے تو وہ بھی کرو تاکہ ان کی صحیح تربیت ہو اور انہیں خدا کا خوف یاد دلاتے رہو۔ یہ دس باتیں ہیں جو آپؐ نے ان کو فرمائیں۔
(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۳۶۶ مسند معاذ بن جبل حدیث ۲۲۴۲۵ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے فرمایا: اے معاذ! مَیں تمہیں مشفق بھائی کی نصیحت جیسی نصیحت کرتا ہوں۔ یہ روایت ابن عمرؓ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مَیں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ مریض کی عیادت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ بیواؤں اور ضعیفوں کی ضروریات پوری کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ ضرورت مندوں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھنے اور لوگوں کو اپنی طرف سے انصاف فراہم کرنے اور حق بات کہنے اور اس بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہارے آڑے نہ آئے۔
(کنز العمال جلد ۱۵ صفحہ ۹۰۳-حدیث ۴۳۵۵۵ کتاب المواعظ۔۔۔ الخ۔ الفصل السادس موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۸۵ء)

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ اپنے ساتھیوں سے کہا: کسی چیز کی خواہش کرو۔ کسی نے کہا: میری خواہش ہے کہ یہ گھر سونے سے بھر جائے اور میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کروں اور صدقہ کر دوں۔ ایک شخص نے کہا: میری خواہش ہے کہ یہ مکان ہیرے جواہرات سے بھر جائے اور میں اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروں اور صدقہ کر دوں۔ صحابہ کی کیسی عجیب اور عظیم خواہشیں تھیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا: اَور خواہش کرو۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم کیا خواہش کریں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میری یہ خواہش ہے کہ یہ گھر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ اور سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ اور حضرت حذیفہ بن یمانؓ جیسے لوگوں سے بھرا ہوا ہو۔
(المستدرک علی الصحیحین جلد ۳ صفحہ ۲۵۲ حدیث ۵۰۰۵ کتاب معرفۃ الصحابۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

پچھلی دفعہ بھی یہ واقعہ بیان کیا تھا۔ اس دفعہ حضرت معاذ بن جبلؓ کے ذکر میں بھی یہ روایت آ گئی۔

حضرت معاذؓ 9/ ہجری سے 11/ ہجری تک دو سال یمن میں رہے۔
(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 3 صفحہ 505 معاذ بن جبلؓ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطابؓ نے چار سو دینار ایک تھیلی میں ڈالے اور غلام سے کہا: حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس لے جاؤ۔ (یہ گذشتہ خطبے میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ذکر میں بھی بیان ہوا تھا لیکن اس کی بقایا تفصیل رہ گئی تھی تو اس لیے پوری تفصیل اب بیان کر دیتا ہوں)۔ اور گھر میں ان کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرو۔ دیکھو کہ وہ اس مال کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ غلام تھیلی لے کر ان کے پاس گیا اور کہا: امیر المومنین نے آپؓ کے لیے کہا ہے کہ اس مال کو اپنی ضروریات کے لیے استعمال کریں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ ان پر رحم کرے۔ پھر انہوں نے اپنی لونڈی کو بلایا اور کہا یہ سات دینار فلاں کے پاس لے جاؤ اور یہ پانچ فلاں کے پاس لے جاؤ اور یہ پانچ فلاں کے پاس لے جاؤ یہاں تک کہ وہ سب ختم کر دیے۔ اپنی ملازمہ کو بلا کے مختلف گھروں میں بھجوانے کے لیے دیے کہ جا کے فلاں فلاں گھروں میں یہ دے آؤ۔ غریب گھر ہوں گے۔ پھر وہ غلام جو تھا حضرت عمرؓ کے پاس واپس آیا اور ساری بات بتائی۔ حضرت عمرؓ نے اتنے ہی دینار حضرت معاذؓ کے لیے بھی تیار رکھے ہوئے تھے۔ جتنے ابوعبیدہؓ کو بھیجے تھے اتنے ہی حضرت معاذؓ کے لیے تیار رکھے تھے۔ دوسری تھیلی تیار کی ہوئی تھی۔ انہوں نے غلام سے کہا کہ اس کو حضرت معاذؓ کے پاس لے جاؤ اور ان کے پاس گھر میں تھوڑی دیر رکنا اور دیکھنا کہ وہ ان کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ غلام تھیلی لے کر حضرت معاذؓ کے پاس گیا۔ ان سے کہا کہ امیر المومنین نے کہا ہے کہ اس کو اپنی ضروریات کے لیے استعمال کریں۔ حضرت معاذؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ پھر انہوں نے لونڈی کو بلایا اور کہا: اتنے دینار فلاں گھر لے جاؤ اور اتنے فلاں گھر میں لے جاؤ۔ اتنے میں حضرت معاذؓ کی اہلیہ بھی آ گئیں اور انہوں نے کہا: بخدا! ہم بھی مساکین ہیں یعنی گھر میں بھی کچھ نہیں ہے۔ کچھ گھر کے لیے بھی تو رکھ لو۔ منافع کمانے کی، ہدیہ لینے کی وہ باتیں جو پہلے آئی تھیں وہ بھی یہاں مزید clear ہوتی ہیں، واضح ہو جاتی ہیں۔ ہمارے گھر میں بھی کچھ نہیں ہے۔ ہم بھی مسکینوں میں شامل ہیں۔ ہمیں بھی دیں۔ تھیلی میں صرف اس وقت دو دینار بچے تھے۔ سارے آپ بانٹ چکے تھے۔ حضرت معاذؓ نے وہ دونوں دینار جو تھے اپنی اہلیہ کی طرف اچھال دیے اور غلام حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور ان کو ساری بات سے آگاہ کیا۔ حضرت عمرؓ اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: یقیناً یہ دونوں حضرت عبیدہؓ اور حضرت معاذؓ اسی طرح خرچ کرنے میں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔
(مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۲۳۴۔ کتاب الزکاۃ باب فی الانفاق۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

جس طرح یہ خرچ کرتے ہیں ان کی یہ صفت ایک ہے۔

شُرَیْح بن عُبَید اور رَاشِد بن سعد وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ جب سَرْغ مقام پر پہنچے، سَرْغ وادی تبوک کی ایک بستی کا نام ہے۔ تو آپؓ کو بتایا گیا کہ شام میں سخت وبا پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ شام میں شدید وبا پھیلی ہوئی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر میری وفات کا وقت آ جائے اور ابوعبیدہ بن جراحؓ زندہ ہوں تو میں انہیں اپنا خلیفہ نامزد کر دوں گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ان کے متعلق سوال کیا کہ تم نے اسے امّتِ محمدیہ پر خلیفہ کیوں مقرر کیا؟ تو میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے تیرے رسولؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ہر نبی کا ایک امین ہوتا ہے اور میرا امین ابوعبیدہ بن جراحؓ ہے۔ یہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ لوگوں کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ وہ کہنے لگے کہ قریش کے بڑے لوگوں یعنی بنو فِہْر کا کیا بنے گا؟ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میری وفات کا وقت آ جائے اور ابوعبیدہ بن جراحؓ بھی فوت ہو

چکے ہوں تو معاذ بن جبلؓ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دوں گا اور اگر میرے رب عزّ وجل نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اسے کیوں خلیفہ مقرر کیا تو مَیں کہوں گا کہ مَیں نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ وہ قیامت کے دن علماء کے آگے آگے لائے جائیں گے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند الخلفاء الراشدين مسند عمر بن الخطاب جلد ۱ صفحه ۱۰۹ حديث ۱۰۸ عالم الكتب بیروت ۱۹۹۸ء)

(معجم البلدان جلد ۳ صفحہ ۲۳۹)

علم میں ان کا بہت مقام ہوگا۔حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ نے جنگِ یرموک 15ہجری کے موقعے پر میمنہ، وہ حصہ جو لڑائی کے وقت فوج کا جو کمانڈر ہوتا ہے اس کے دائیں طرف کھڑا ہوتا ہے اس کے ایک حصے کا افسر مقرر کیا۔ عیسائیوں کا حملہ اس قدر سخت ہوا کہ مسلمانوں کا میمنہ ٹوٹ کر فوج سے الگ ہوگیا لوگ بکھر گئے۔ جب حضرت معاذؓ نے یہ حالت دیکھی تو نہایت شجاعت اور ثابت قدمی کا ثبوت دیا اور گھوڑے سے نیچے اتر گئے اور کہا کہ مَیں اب پیادہ پا لڑوں گا۔ اگر کوئی بہادر اس گھوڑے کا حق ادا کر سکتا ہے تو گھوڑا اس کے لیے حاضر ہے۔ ان کے بیٹے بھی میدانِ جنگ میں موجود تھے انہوں نے کہا مَیں اس کا حق ادا کروں گا کیونکہ مَیں سوار ہو کر اچھا لڑ سکتا ہوں۔غرض دونوں باپ بیٹا رومی فوج کو چیر کر اندر گھس گئے اور اس دلیری سے لڑے کہ مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے پاؤں پھر سنبھل گئے۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 3 صفحہ 508 معاذ بن جبلؓ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(فیروز اللغات صفحہ 1332 زیر لفظ میمنہ)

اور جو خوف کی حالت تھی وہ پھر انہوں نے دوبارہ ان کو شکست دے کے مسلمانوں کو فتح دلوا دی۔

ابوادریس خَوۡلَانی بیان کرتے ہیں کہ میں شام میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو وہاں چمکتے دانتوں والا نوجوان موجود تھا اور اس کے گرد لوگ جمع تھے۔ جب لوگوں کا کسی بات پر اختلاف ہوتا تو وہ معاملہ اس کے پاس لے جاتے اور اس کی رائے کو فوقیت دیتے تو میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ حضرت معاذ بن جبلؓ ہیں۔ اگلے روز میں دوپہر کے وقت گیا تو دیکھا کہ وہ میرے سے پہلے دوپہر کے وقت وہاں موجود تھے۔ میں نے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے ان کا انتظار کیا۔ جب انہوں نے نماز ادا کر لی تو میں ان کے سامنے گیا اور انہیں سلام کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے اللہ کی خاطر آپ سے محبت ہے۔ حضرت معاذؓ نے کہا اللہ کی قسم! مَیں نے کہا اللہ کی قسم! حضرت معاذؓ نے پھر کہا، پھر سوال کیا اللہ کی قسم! مَیں نے کہا اللہ کی قسم۔ پھر انہوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ خوش ہو جاؤ کیونکہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزّ وجل نے یہ فرمایا ہے کہ میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے والوں، میری خاطر ایک دوسرے سے ملنے والوں اور میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت لازم ہو گئی۔یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت لازم ہوگئی۔

(مسند احمد بن حنبل مسند معاذ بن جبل جلد ۷ صفحہ ۳۵۳-۳۵۴ حدیث ۲۲۳۸۰ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کی دو بیویاں تھیں جب باری کے مطابق ایک کے پاس ہوتے تو دوسری کے پاس پانی تک بھی نہیں پیتے تھے۔ اتنا انصاف تھا۔

ایک اَور روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کی دو بیویاں تھیں۔جس دن ایک کی باری ہوتی دوسری کے گھر میں وضو تک نہیں کرتے تھے۔ پھر دونوں ملک شام میں وبائی بیماری میں فوت ہوگئیں۔ ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ دفن کرتے وقت حضرت معاذؓ نے قرعہ ڈالا کہ پہلے کس کو قبر میں داخل کریں۔ یہ ان کا انصاف تھا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اول حصہ اول صفحہ 204 مترجم محمد اصغر مغل۔ دار الاشاعت کراچی 2006ء)

ایک اور روایت ہے سیر الصحابہ کی کہ حضرت معاذؓ کی دو بیویاں تھیں۔ اور وہ دونوں طاعونِ عَمۡوَاس سے وفات پا گئی تھیں۔ جبکہ ایک بیٹے کا پتا چلتا ہے جس کا نام عبد الرحمٰن بیان ہوا ہے اور وہ جنگ یرموک میں حضرت معاذؓ کے ساتھ شامل تھے ان کی وفات بھی طاعون عَمۡوَاس سے ہوئی۔ (یعنی طاعون کی وہ وبا جو اس زمانے میں پھیلی تھی)

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 3 صفحہ 510-511 حضرت معاذ بن جبلؓ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

جب حضرت ابوعبیدہؓ کی طاعون عَمۡوَاس سے وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت معاذؓ کو شام پر عامل مقرر فرمایا۔ عَمۡوَاس یہ ایک بستی کا نام ہے۔ میں اس کی تفصیل پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ یہ رَملہ سے سات میل کے فاصلے پر ہے اور بیت المقدس کے راستے پر واقع ہے۔حضرت معاذؓ کی بھی اسی سال اسی طاعون سے وفات ہوئی۔

(الاستیعاب جلد ۳ صفحہ ۱۴۰۵ معاذ بن جبل مطبوعہ دار الجیل بیروت)

(معجم البلدان ۴ صفحہ ۱۷۷-۱۷۸)

کثیر بن مُرَّہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذؓ نے اپنی بیماری میں ہمیں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی تھی جسے میں نے تم سے چھپا کر رکھا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ آپ نے فرمایا جس کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۳۵۵ مسند معاذ بن جبل حدیث ۲۲۳۸۳ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ تمہیں یہ حدیث بتانے میں صرف یہ بات مانع تھی کہ کہیں تم اس پر ہی بھروسا نہ کرلو اور باقی عمل چھوڑ دو۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۳۶۱ مسند معاذ بن جبل حدیث ۲۲۴۱۰ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

جب شام میں طاعون پھیلی اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھی طاعون ہوگئی تو اس کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہوگئی۔ جب ذرا سنبھلے تو کہا اے اللہ! تو اپنا غم مجھ پر مسلط کر دے۔ تیری عزت کی قسم! تُو جانتا ہے کہ مَیں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر ان پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر جب ذرا سنبھلے تو دوبارہ ایسا ہی کہا۔

جب حضرت معاذ بن جبلؓ کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو فرمایا دیکھو صبح ہوگئی ہے؟ کہا گیا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو کہا گیا کہ صبح ہوگئی ہے۔حضرت معاذؓ نے کہا کہ میں اس رات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس کی صبح جہنم کی طرف لے جائے۔ میں موت کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں اپنے محبوب سے ملنے والے کو خوش آمدید کہتا ہوں جو ایک مدّت کے بعد آ رہا ہے۔ اے اللہ! تُو جانتا ہے کہ مَیں تجھ سے ڈرتا ہوں لیکن آج کے دن مَیں پُرامید ہوں۔ مَیں دنیا اور لمبی زندگی سے اس لیے محبت نہیں کرتا کہ اس میں نہریں کھودوں یا اس میں درخت لگاؤں بلکہ اس لیے کہ دوپہر کی پیاس اور حالات کی تکالیف برداشت کروں اور ان علماء کے ساتھ بیٹھوں جہاں تیرا ذکر کیا جائے۔ پھر ایک اَور روایت میں ہے کہ جب حضرت معاذؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ رونے لگے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔تو انہوں نے کہا کہ مَیں مرنے کے غم کی وجہ سے نہیں رو رہا اور نہ اس لیے کہ دنیا پیچھے چھوڑے جا رہا ہوں بلکہ مَیں تو صرف اس لیے رو رہا ہوں کہ دو گروہ ہوں گے اور مَیں نہیں جانتا کہ میں کس گروہ میں اٹھایا جاؤں گا۔ (مأخوذ از اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۹ ''معاذ بن جبل'' دارالکتب العلمیۃ بیروت) ایک جنتی ہے اور ایک دوزخی اور مجھے تو صرف اللہ کا خوف ہے اس لیے رو رہا ہوں۔

مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے کہ حضرت معاذؓ نے کہا کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب تم شام کی طرف ہجرت کرو گے اور وہ تمہارے ہاتھوں فتح ہو جائے گا لیکن وہاں تم لوگوں میں ایک بیماری ظاہر ہوگی جو پھوڑے پھنسیوں یا سخت کاٹنے والی چیز کی طرح ہوگی۔ وہ انسان کی ناف کے نچلے حصّے میں ظاہر ہوگی۔ اللہ اس کے ذریعے انہیں شہادت عطا فرمائے گا اور ان کے اعمال کا تزکیہ فرمائے گا۔ اے اللہ! اگر تُو جانتا ہے کہ معاذ بن جبل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے تو اسے اور اس کے اہل خانہ کو اس کا وافر حصہ عطا فرما۔ یہ آپؓ ہی فرما رہے ہیں۔ چنانچہ وہ سب اس طاعون میں مبتلا ہو گئے اور ان میں سے ایک بھی زندہ باقی نہیں رہا۔ جب حضرت معاذؓ کی شہادت والی انگلی میں طاعون کی گلٹی نمودار ہوئی تو آپ فرماتے تھے کہ مجھے اس کے بدلے میں سرخ اونٹ ملنا بھی پسند نہیں ہیں۔ میں اسی بات پر خوش ہوں۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۳۷۱ مسند معاذ بن جبل حدیث ۲۲۴۳۹ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

تاریخ طبری میں ہے کہ آپؓ کی ہتھیلی میں پھوڑا نکلا۔ آپ اپنی ہتھیلی کو دیکھتے اور اس ہاتھ کی پشت کو بوسہ دیتے اور کہتے مجھے یہ پسند نہیں کہ تیرے بدلے میں دنیا کی کوئی چیز ملے۔

(تاریخ الطبری جزء ۴ صفحہ ۲۳۸۔ خروج عمر بن الخطاب الی الشام۔ دار الفکر بیروت)

حضرت معاذ بن جبلؓ نے 18ہجری میں وفات پائی۔ آپؓ کی عمر کے متعلق مختلف آراء ہیں ان کے مطابق تینتیس چونتیس اور اڑتیس سال عمر بیان کی گئی ہے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۵ صفحہ ۱۹۰ ''معاذ بن جبل'' دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۳ء)

حضرت معاذؓ کی روایات کی تعداد جو حدیثوں میں ہے 157 ہے جس میں سے دو حدیثوں پر بخاری

اور مسلم کا اتفاق ہے۔ دونوں میں یہ درج ہیں۔

(سیر الصحابہ جلد سوم، حصہ پنجم صفحہ 156، ادارہ اسلامیات لاہور)

اگلے صحابی جن کا ذکر ہے وہ عبداللہ بن عمرو ہیں۔حضرت عبداللہ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنوسلمہ سے تھا۔ آپ کے والد کا نام عَمرو بن حَرَام اور والدہ کا نام رُبَاب بنتِ قَیس تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جز۳ صفحہ ۴۲۳، عبد اللّٰہ بن عمرو، دارالکتب العلمیة بیروت، ۲۰۱۲ء)

حضرت عبداللہ بن عمرو ہجرتِ نبوی سے تقریباً چالیس سال قبل پیدا ہوئے۔

(صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا از ڈاکٹر ذوالفقار کاظم صفحہ 486، عبد اللہ بن عمروؓ، بیت العلوم پرانی انارکلی لاہور)

یعنی ہجرت کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔حضرت عبداللہ بن عمرو ایک مشہور صحابی حضرت جابر بن عبداللہؓ کے والد تھے۔

(الاصابة فی تمییز الصحابہ جزو۴ صفحہ ۱۶۲، عبد اللّٰہ بن عمرو، دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۵ء)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضرت عَمرو بن جَمُوحؓ کے برادر نسبتی تھے۔

(خطابات طاہر (تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت)، تقریر جلسہ سالانہ 1979ء، صفحہ 349)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شامل تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے۔ آپؓ غزوۂ بدر میں شامل ہوئے اور غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔بعض کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمروؓ غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے شہید تھے۔

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب جز۳ صفحہ ۸۴، عبد اللّٰہ بن عمرو، دارالکتب العلمیة بیروت، ۲۰۰۲ء)

ان کے ایمان لانے کا واقعہ اس طرح بیان ہوتا ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایامِ تشریق یعنی ایام حج کے آخری تین دن جو گیارہ سے تیرہ ذوالحجہ تک ہے اس کے درمیانی دن عقبہ میں ملنے کا وعدہ کیا۔عقبہ مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ جب ہم حج سے فارغ ہوئے اور وہ رات آ گئی جس کا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا تو ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمرو بھی تھے جو ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار تھے اور ہمارے شرفاء میں سے تھے۔ ہم نے انہیں اپنے ساتھ لیا۔ ہم نے اپنے لوگوں میں سے مشرکین سے اپنا معاملہ چھپایا ہوا تھا۔ ہم نے ان سے کہا اے ابوجابرؓ! آپ ہمارے سرداروں میں سے ایک ہیں اور ہمارے شرفاء میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابوجابر تھی اس لیے ان کو ابوجابر بھی کہتے تھے۔تو کہتے ہیں ہم نے ان سے کہا کہ اے ابوجابر! آپ ہمارے سرداروں میں سے ایک ہیں اور ہمارے شرفاء میں سے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ آپ جہنم کا ایندھن بنیں۔ پس ہم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عقبہ مقام میں جانے کی خبر دی۔ وہ کہتے ہیں انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور بیعت عقبہ میں شامل ہوئے اور نقیب مقرر ہوئے۔

(سیرت ابن هشام جز ا صفحہ ۲۳۶، امر العقبة الثانية، دار ابن حزم بیروت ۲۰۰۹ء)

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد 6 صفحہ 413 مطبوعہ شعبہ اردو دائرہ معارف لاہور)

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اور میرے والد اور میرے دو ماموں اصحابِ عَقَبہ میں سے ہیں۔ ابن عُیَیْنَہ ایک راوی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک حضرت بَرَاء بن مَعْرُورؓ ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب وفود الانصار الی النبی ﷺ بمکة و بیعة العقبة حدیث نمبر-۳۸۹۰-۳۸۹۱)

عَقَبہ ثانیہ کے بارے میں ’’سیرت خاتم النبیین‘‘ سے مَیں ایک صحابی کے ذکر میں بلکہ دو کے ذکر میں پہلے ایک تفصیل بیان کر چکا ہوں۔ یہاں تھوڑا سا حصہ دوبارہ بیان کرتا ہوں۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے بارے میں ’’سیرت خاتم النبیین‘‘ میں جو لکھا گیا ہے اس میں جو حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے متعلقہ حصہ ہے، بیان کرتا ہوں۔

تیرہ نبوی کا جو مہینہ ہے ذی الحجہ، اس میں حج کے موقعے پر اوس اور خزرج کے کئی سو آدمی مکے میں آئے۔ ان میں ستّر شخص ایسے شامل تھے جو یا تو مسلمان ہو چکے تھے اور یا اب مسلمان ہونا چاہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے مکے آئے تھے۔

اس موقعے پر ایک اجتماعی اور خلوت کی ملاقات کی ضرورت تھی اس لیے مراسِم حج کے بعد ماہ ذی الحجہ کی وسطی تاریخ مقرر کی گئی۔ کہ اس دن نصف شب کے قریب یہ سب لوگ گذشتہ سال والی گھاٹی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر ملیں۔ یہ مقرر کیا گیا تا کہ اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ علیحدگی میں بات چیت ہو سکے۔ اور آپؐ نے انصار کو تاکید فرمائی کہ اکٹھے نہ آئیں بلکہ ایک ایک دو دو کر کے وقت مقررہ پر گھاٹی میں پہنچ جائیں اور سوتے کو نہ جگائیں اور نہ غیر حاضر کا انتظار کریں۔ چنانچہ جب مقررہ تاریخ آئی تو رات کے وقت جبکہ ایک تہائی رات جا چکی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے گھر سے نکلے اور راستہ میں اپنے چچا عباس کو ساتھ لیا جو ابھی تک مشرک تھے مگر آپؐ سے محبت رکھتے تھے اور خاندانِ ہاشم کے رئیس تھے اور پھر دونوں مل کر اس گھاٹی میں پہنچے۔ ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ انصار بھی ایک ایک دو دو کر کے آ پہنچے۔ یہ ستّر اشخاص تھے اور اوس اور خزرج دونوں قبیلوں سے تعلق رکھنے والے تھے۔

سب سے پہلے عباس نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ اے خزرج کے گروہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان میں معزز و محبوب ہے اور وہ خاندان آج تک اس کی حفاظت کا ضامن رہا ہے اور ہر خطرہ کے وقت میں اس کے لیے سینہ سپر ہوا ہے۔ مگر اب محمد کا ارادہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس چلے آنے کا ہے۔ سو اگر تم اسے اپنے پاس لے جانے کی خواہش رکھتے ہو تو تمہیں اس کی ہر طرح حفاظت کرنی ہو گی اور ہر دشمن کے سامنے سینہ سپر ہونا پڑے گا۔ اگر تم اس کے لیے تیار ہو تو بہتر ورنہ ابھی سے صاف صاف جواب دے دو کیونکہ صاف صاف بات اچھی ہوتی ہے۔ بَرَاء بن مَعْرُور جو انصار کے قبیلے کے ایک معمر اور بااثر بزرگ تھے انہوں نے کہا عَبَّاس! ہم نے تمہاری بات سن لی ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی زبانِ مبارک سے کچھ فرما دیں اور جو ذمہ داری ہم پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ بیان فرما دیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی چند آیات تلاوت فرمائیں اور پھر ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں اسلام کی تعلیم بیان فرمائی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنے لیے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم اپنے عزیزوں اور رشتے داروں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح اگر ضرورت پیش آئے تو میرے ساتھ معاملہ کرو۔ جب آپؐ تقریر ختم کر چکے تو بَرَاء بن مَعْرُور نے عرب کے دستور کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا یا رسول اللہؐ! ہمیں اس خدا کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ ہم اپنی جانوں کی طرح آپؐ کی حفاظت کریں گے۔ ان میں سے ایک شخص کے کہنے پر کہ یہ تو ہم عہد کرتے ہیں کہ کریں گے لیکن یہ بتائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب آپؐ کو غلبہ ملے گا تو ہمیں چھوڑ تو نہیں جائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہنس کر فرمایا کہ تمہارا خون میرا خون ہو گا۔ تمہارے دوست میرے دوست ہوں گے۔ تمہارے دشمن میرے دشمن ہوں گے۔ اس پر عباس بن عُبَادَہ انصاری نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈال کر کہا کہ لوگو! کیا تم سمجھتے ہو کہ اس عہد اور پیمان کے کیا معنے ہیں؟ اس کا یہ مطلب ہے کہ اب تمہیں ہر اسود و احمر، ہر کالے گورے، سرخ سفید کے ساتھ مقابلہ کے لیے تیار ہو جانا چاہیے اور ہر قربانی کے لیے آمادہ رہنا چاہیے۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ مگر یا رسول اللہؐ! اس کے بدلہ میں ہمیں کیا ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا تمہیں خدا کی جنت ملے گی جو اس کے سارے انعاموں میں سے بڑا انعام ہے۔ سب نے کہا ہمیں یہ سودا منظور ہے۔ یا رسول اللہؐ! اپنا ہاتھ آگے کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک آگے بڑھا دیا اور یہ ستّر جاں نثاروں کی جماعت ایک دفاعی معاہدہ میں آپؐ کے ہاتھ پر بِک گئی۔ اس بیعت کا نام بیعتِ عَقَبہ ثانیہ ہے۔

جب بیعت ہو چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ موسیٰ نے اپنی قوم میں سے بارہ نقیب چنے تھے جو موسیٰ کی طرف سے ان کے نگران اور محافظ تھے۔ مَیں بھی تم میں سے بارہ نقیب مقرر کرنا چاہتا ہوں جو تمہارے نگران اور محافظ ہوں گے اور وہ میرے لیے عیسیٰ کے حواریوں کی طرح ہوں گے اور میرے سامنے اپنی قوم کے متعلق جوابدہ ہوں گے۔ پس تم مناسب لوگوں کے نام تجویز کر کے میرے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ بارہ آدمی تجویز کیے گئے جنہیں آپؐ نے منظور فرمایا اور انہیں ایک ایک قبیلہ کا نگران مقرر کر کے ان کے فرائض سمجھا دیے اور بعض قبائل کے لیے آپ نے دو دو نقیب مقرر فرمائے۔ بہرحال ان بارہ نقیبوں میں عبداللہ بن عمرو کا نام بھی شامل تھا اور ان کو بھی آپ نے نقیب مقرر فرمایا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 227 تا 231)

ایک روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ اُحُد کے موقع پر جب عبداللہ بن اُبَیّ بن سَلُول نے جو منافقین مدینہ کا سردار تھا غداری کی تو حضرت عبداللہ بن عمرو نے ان لوگوں کو نصیحت کرنے کی کوشش کی۔

(غزوہ اُحد از علامہ محمد احمد باشمیل صفحہ 215، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی، 1989ء)

حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت عبداللہ بن عَمرو اور ماموں غزوہ اُحُد میں شہید ہو گئے تو میری والدہ جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ پھوپھی جو حضرت عَمرو بن جَمُوحؓ کی اہلیہ تھیں

ان دونوں کو اونٹنی پر رکھ کر مدینہ لا رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اپنے مقتولوں کو ان کے لڑنے کی جگہ پر دفناؤ۔ اس پر ان دونوں کو واپس لے جایا گیا اور ان کے لڑنے کی جگہ پر ہی دفنا دیا گیا۔

(الطبقات الکبریٰ جز۳ صفحہ ۴۲۳، عبد اللہ بن عمرو، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۱۲ء)

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد۲ صفحہ ۲۸۷ عبداللہ بن عمرو دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۵ء)

ایک اَور روایت میں ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحُد کے موقعے پر اہلِ مدینہ میں خبر پھیل گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر مدینے میں آہ و بکا ہونے لگی اس پر انصار کی ایک عورت بھی اُحُد کی طرف نکلی تو راستے میں اس نے اپنے والد، بیٹے، خاوند اور بھائی کی نعشوں کو دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ معلوم نہیں سب سے پہلے اس نے کسے دیکھا۔ جب وہ ان میں سے کسی کے پاس سے گزرتی تو وہ کہتی یہ کون ہے؟ لوگ کہتے تمہارا والد ہے، تمہارا بھائی ہے، تمہارا خاوند ہے، تمہارا بیٹا ہے۔ وہ کہتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے ہیں یہاں تک کہ وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کے کپڑے کا دامن پکڑ کر عرض کرنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جب آپؐ صحیح سلامت ہیں تو مجھے کسی کی موت کی کوئی پروا نہیں۔

(مجمع الزوائد جز۶ صفحہ ۱۲۰، کتاب المغازی والسیر باب فیمن استصغر یوم احد، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۱ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خلافت سے دو تین سال پہلے کی بات ہے جلسہ سالانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور غزوات پر تقریر کیا کرتے تھے وہاں حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کے بارے میں جو ایک بیان کیا وہ بھی میں یہاں پڑھ دیتا ہوں۔ فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو کی بہن یعنی حضرت عَمرو بن جموحؓ کی اہلیہ بھی اپنے بھائی ہی کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سراپا رنگین تھیں۔ خاوند اس جنگ میں شہید ہوا۔ بھائی اس جنگ میں شہید ہوا۔ بیٹا اس جنگ میں شہید ہوا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کی خوشی ان سب غموں پر غالب آ گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ مَیں میدانِ جنگ کی طرف حالات معلوم کرنے جا رہی تھی کہ راستے میں مجھے عَمرو بن جموح کی بیوی ہند ایک اونٹ کی مہار پکڑے مدینہ کی طرف جاتی ہوئی ملی۔ مَیں نے اس سے پوچھا میدانِ جنگ کی کیا خبر ہے؟ اس نے جواب دیا الحمد للہ سب خیریت ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت سے ہیں۔ اتنے میں میری نظر اونٹ پر پڑی جس پر کچھ لدا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا یہ اونٹ پر کیا لدا ہوا ہے؟ کہنے لگی میرے خاوند عَمرو بن جموح کی نعش ہے، میرے بھائی عبد اللہ بن عمرو کی نعش ہے، میرے بیٹے خلّاد کی نعش ہے۔ یہ کہہ کر وہ مدینہ کی طرف جانے لگی مگر اونٹ بیٹھ گیا اور کسی طرح اٹھنے میں نہ آتا تھا۔ آخر جب وہ اٹھا تو مدینہ کی طرف جانے سے انکار کر دیا تب اس نے یعنی اس خاتون نے اس کی مہار پھر اُحُد کے میدان کی طرف موڑ دی تو وہ خوشی خوشی چلنے لگا۔ پھر لکھتے ہیں کہ ادھر تو عورت کا یہ ماجرا گزر رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کی یہ داستان تھی اور ادھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے یہ فرما رہے تھے کہ جاؤ عَمرو بن جموح اور عبد اللہ بن عمرو کی نعشیں تلاش کرو کہ انہیں اکٹھا دفن کیا جائے گا کیونکہ وہ اس دنیا میں بھی ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے۔

(ماخوذ از خطابات طاہر (تقاریر جلسہ سالانہ قبل از خلافت) تقریر جلسہ سالانہ 1979ء، صفحہ 350-351)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان دونوں کا بڑا خیال تھا۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت عبد اللہ بن عمروؓ نے غزوۂ اُحُد کے لیے نکلنے کا ارادہ کیا تو اپنے بیٹے حضرت جابر کو بلایا اور ان سے کہا اے میرے بیٹے! مَیں دیکھتا ہوں کہ مَیں اوّلین شہداء میں سے ہوں گا اور اللہ کی قسم! مَیں اپنے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بعد تمہارے علاوہ کسی کو نہیں چھوڑ کے جا رہا جو مجھے زیادہ عزیز ہو۔ میرے ذمہ کچھ قرض ہے میرا وہ قرض میری طرف سے ادا کر دینا اور مَیں تمہیں تمہاری بہنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ اگلی صبح میرے والد صاحب سب سے پہلے شہید ہوئے اور دشمنوں نے ان کی ناک اور کان کاٹ ڈالے تھے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ جلد۳ صفحہ ۳۴۴، عبد اللہ بن عمرو، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحُد کے شہداء کو دفن کرنے کے لیے تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کو ان کے زخموں سمیت ہی کفن دے دو کیونکہ میں ان پر گواہ ہوں اور کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں زخمی کیا جائے مگر وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا خون بہ رہا ہو گا اور اس کا رنگ زعفران کا ہو گا اور اس کی خوشبو کستوری کی ہو گی۔ یعنی کہ یہ پسندیدہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے۔ انہیں نہلانے اور کفنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ انہی کا لباس ان کا کفن ہے۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میرے والد کو ایک چادر کا کفن دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ ان میں سے کون زیادہ قرآن جاننے والا ہے؟ جب یہ شہداء دفن کیے جا رہے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کون زیادہ قرآن جاننے والا ہے؟ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپؐ فرماتے کہ اس کو قبر میں اس کے ساتھیوں سے پہلے اتارو یعنی جو قرآن جاننے والے لوگ تھے ان کو آپؐ پہلے دفن کرواتے جاتے تھے اور لوگ کہتے کہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ اُحُد کے روز سب سے پہلے شہید ہوئے۔ اس وقت یہ بھی لوگوں میں باتیں ہو رہی تھیں کہ سب سے پہلے جو شہید تھے عبد اللہ بن عمروؓ تھے۔ سفیان بن عبدشمس نے آپؓ کو شہید کیا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزیمت سے قبل آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔ دوبارہ جو حملہ ہوا ہے اس سے پہلے ہی آپؓ کی نماز جنازہ ادا کر دی تھی اور فرمایا کہ عبد اللہ بن عمروؓ اور عمرو بن جموحؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کرو کیونکہ ان کے درمیان اخلاص اور محبت تھی۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کو جو دنیا میں باہم محبت کرنے والے تھے ایک ہی قبر میں دفن کرو۔ وہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمروؓ سرخ رنگ کے تھے اور آپؓ کے سر کے اگلے حصے پر بال نہ تھے اور قد زیادہ لمبا نہ تھا جبکہ حضرت عَمرو بن جموحؓ لمبے قد والے تھے اس لیے دونوں پہچان لیے گئے اور دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

(الطبقات الکبریٰ جزو ۳ صفحہ ۴۲۴، عبد اللہ بن عمرو، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۱۲ء)

ان کا باقی ذکر ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

☆...☆...☆

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

مرتدوں کے خلاف تشدّد پر اُکسایا گیا ہے۔ اکثر آیات ایک دوسرے کی ضدّ ہیں۔ پھر بائبل کی تعریف کی ہے۔ خیر اس کا ایک علیحدہ موضوع ہے، مَیں نہیں چھیڑتا۔

پھر لکھتے ہیں قرآن میں حکومت اور مذہب کی علیحدگی کا کوئی تصور نہیں ہے، اس سے آپ انکار نہیں کر سکتے کہ نہ صرف محمد ﷺ (نعوذ باللہ) ایک تشدد پسند شخصیت تھے بلکہ قرآن خود بھی متشددانہ خیالات پر مبنی کتاب ہے۔

پھر ایک اور اخبار میں لکھتا ہے کہ مَیں خدا کی عبادت کا سن سن کر تنگ آ گیا ہوں، اخبار میں بیان دیتے ہوئے خیرت ولڈرز (Geert Wilders) نے صرف قرآن پر پابندی لگانے کا ہی مطالبہ نہیں کیا بلکہ سیاسی رہنماؤں پر بھی تنقید کی کہ دہشت گرد مسلمانوں کو ملک میں جگہ دے رہے ہیں یعنی یہ بے چارے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک رہے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ مَیں اسلام سے تنگ آ گیا ہوں اب کوئی مسلمان یہاں ہجرت کر کے نہیں آنا چاہئے، مَیں ہالینڈ میں اللہ کی عبادت کا سن سن کر بھر چکا ہوں، مَیں ہالینڈ میں قرآن کے تذکرے سے تنگ آ گیا ہوں، نعوذ باللہ اس فاشسٹ (Fascist) کتاب پر پابندی لگائی جائے۔ فاشزم کا اظہار تو یہ خود کر رہے ہیں۔ اب آنحضرت ﷺ پر انہوں نے پہلا اعتراض کیا ہے کہ جس طرح عمر بڑھتی گئی نعوذ باللہ تشدّد آمیز طبیعت کی طرف مائل ہوتے گئے، صاف ظاہر ہے کہ بغض اور کینے نے انہیں اتنا اندھا کر دیا ہے کہ قرآن پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی اور قرآن کو یہ لوگ ویسے بھی پڑھتے ہی نہیں، اِدھر اُدھر سے سنی سنائی باتیں کرتے ہیں اور قرآن تو خیر کیا پڑھنا تھا، یہ تاریخ کو بھی مسخ کر رہے ہیں۔ جو ان سے بہت زیادہ علم رکھنے والے عیسائی تھے وہ بھی جو اعتراض نہیں کر سکے انہوں نے وہ اعتراض بھی کر دیا۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے یہ اعتراض ڈھونڈ نکالے ہیں۔ سورۃ مائدہ نہ صرف مدنی سورۃ ہے بلکہ اس بارے میں ساری روایتیں یہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے آخری سال میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس میں دشمنی اور تشدّد کو ختم کرنے کی اور انصاف قائم کرنے کی کیا ہی خوبصورت تعلیم ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مدینے میں آ کر تشدّد کی تعلیم بڑھ گئی۔ یہ آخری سورۃ جو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں نازل ہوئی اس کی تعلیم کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی (سورۃ المائدۃ آیت 9) کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو، تم انصاف کرو، یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ اب یہ دکھائیں، یہ خوبصورت تعلیم ان کے یا کسی اور مذہب میں کہاں ہے۔ لیکن جن کو بغض اور کینے نے اندھا کر دیا ہو، ان کو سامنے کی چیز بھی نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے تو پہلے ہی فرما دیا ہے کہ جو اندھے ہیں ان کو تم نے راستہ کیا دکھانا ہے، ان کو تم نے روشنی کیا دکھانی ہے، کوشش کر لو، نہیں دکھا سکتے۔

(خطبہ جمعہ 24/ اگست 2007ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ﴿۱۱۸﴾ۚ فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَہُمۡ فَتۡحًا وَّ نَجِّنِیۡ وَ مَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾

(سورۃ الشعراء آیت نمبر 118.119)

ترجمہ: اے میرے ربّ! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ پس میرے درمیان اور ان کے درمیان واضح فیصلہ کر دے اور مجھے نجات بخش اور اُن کو بھی جو مومنوں میں سے میرے ساتھ ہیں۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی حالت مغلوبیت میں نصرت طلبی کی دعا ہے۔

حضرت نوحؑ نے قوم کے ہنسی مذاق پر انکو سمجھایا مگر وہ انکار پر مصر رہے۔ جب حضرت نوحؑ خدائی حکم کے مطابق کشتی تیار کر رہے تھے تب بھی آپ انہیں سمجھا رہے تھے کہ کاش وہ سمجھ جائیں۔ مگر وہ استہزاء کرتے رہے۔ آخر خدا نے حضرت نوحؑ اور آپ کے متبعین کو جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے انہیں اس تباہی سے بچا لیا۔ باقیوں کو جو کہ آپ کے مخالف تھے خدا نے انہیں سیلاب کے ذریعہ سے تباہ کر دیا۔

پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو اپنے خطبہ جمعہ مؤرخہ 10 ستمبر 2010 کو مندرجہ بالا دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

’’پس میرے درمیان اور ان کے درمیان واضح فیصلہ کر دے اور مجھے نجات بخش اور ان کو بھی جو مومنوں میں سے میرے ساتھ ہیں۔ انبیاء اور ان کی جماعتوں کا اصل ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس زمانے میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے واضح فرما دیا ہے کہ ہماری کامیابی، ہماری فتوحات دعا کے ذریعے سے ہونی ہیں۔ نہ کہ کسی ہتھیار سے، نہ کسی احتجاج سے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 36 جدید ایڈیشن ربوہ)

نہ کسی اور ذریعہ سے۔ پس دعاؤں کو مستقل مزاجی سے کرتے چلے جانا یہی ہمارا فرض ہے اور یہی ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 10/ ستمبر 2010)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

اعلانِ ولادت

مکرم رانا ضیاء اللہ احسان Epsom UK سے تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مورخہ 11 نومبر 2020 کو بیٹی سے نوازا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس کی پیدائش سے قبل اس کو تحریک وقف نو میں قبول فرمایا اور ’’منیفہ ملاحت احسان‘‘ نام عطا فرمایا تھا۔

نومولود مکرم رانا احسان اللہ خاں صاحب آف ربوہ پاکستان کی پوتی اور رانا عبدالسمیع خاں صاحب آف لندن یوکے کی نواسی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کو صحت مند، نیک، خادمہ دین اور اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین۔

درخواستِ دعا

مکرم محمود احمد ناصر بیلجئم سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

خاکسار کے سمدھی مکرم چوہدری محمد اشرف تارڑ آف ضلع حافظ آباد گرنے کی وجہ سے کولہے کے فریکچر میں مبتلا ہیں۔ موصوف کا اسپتال میں آپریشن ہوگیا ہے۔ قارئین روزنامہ الفضل لندن سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مکمل شفا دے۔ آپریشن کے بعد کی تمام پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور صحت و عافیت کے ساتھ ہر آن اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

طلوع وغروب آفتاب

23 نومبر 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:17	17:37
مدینہ منورہ	05:21	17:33
قادیان	05:39	17:26
ربوہ	05:18	17:06
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:04	16:05

اعلانِ ولادت

مکرم حنیف محمود صاحب اعلان بھجواتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کے بیٹے مکرم سعید الدین احمد واقف زندگی دفتر AMJ-Finance اِسلام آباد یوکے و سیکرٹری کمیٹی روزنامہ الفضل لندن آن لائن اور عزیزہ سمیرا جاوید کو مورخہ 14 نومبر 2020 ء کو ایک بیٹے عزیزم زوحان احمد (واقف نو) کے بعد بیٹی زہراء احمد سے نوازا ہے۔ عزیزہ زہراء مکرم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم سابق ڈپٹی اسسٹنٹ کنٹرولر سول ملٹری اکاؤنٹس و بعد از ریٹائرمنٹ واقف زندگی وکالت مال ثانی ربوہ کی پڑپوتی اور مکرم محمد شریف کھوکھر سابق معلم وقف جدید کی پڑنواسی ہے۔ نیز نومولود مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری کی بہن کی پوتی ہے۔

عزیزہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے دُعا کی درخواست ہے کہ دُعا کریں اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، پرہیز گارِ خادم دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور خلافت سے پیار کرنے والا بنائے۔ آمین۔